باب-3

شہری زندگی گزارنے کے طور طریقے

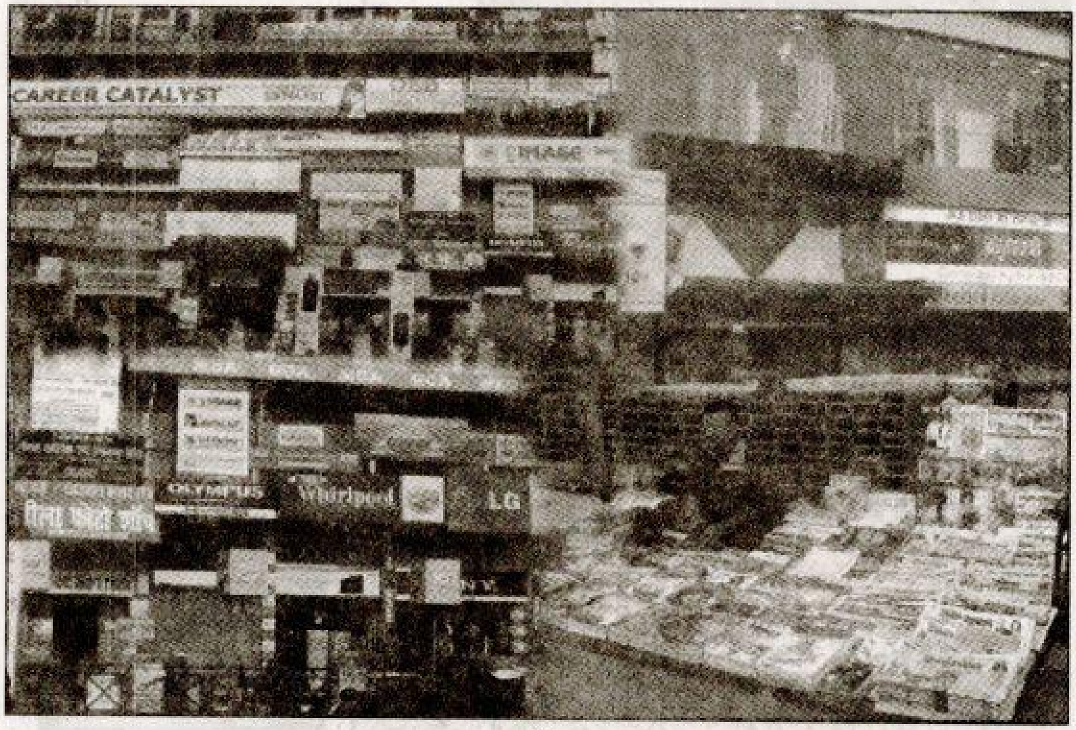

شہر

ہم نے گذشتہ سبق میں دیہی زندگی گزارنے کے مختلف طور طریقوں کے بارے میں معلومات حاصل کیا ہے۔ گاؤں کے لوگ کون کون سے کام کر کے اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ اس سبق میں ہم شہروں میں رہنے والے لوگوں کی زندگی گزارنے کے متعلق جانیں گے۔

ہندوستان میں پانچ ہزار سے زیادہ شہر اور کئی بڑے شہر ہیں۔ ان بڑے شہروں میں دس لاکھ سے بھی زیادہ لوگ رہتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شہر کی زندگی کبھی رکتی نہیں۔ ایک شہر میں جا کر دیکھیں کہ وہاں لوگ کیا کام کرتے ہیں؟ کیا وہ ملازمت کرتے ہیں یا اپنی تجارت میں لگے ہیں؟ وہ اپنی زندگی کیسے

فٹ پاتھ

گزارتے ہیں؟ کیا روزگار اور آمدنی کے مواقع عام طور سبھی کو ملتے ہیں؟

یہ بہار کی راجدھانی پٹنہ ہے جہاں لاکھوں لوگ رہتے ہیں۔ یہ بہت بڑا شہر ہے۔ میں اکثر یہاں آتی ہوں۔ یہاں میرے ماموں رہتے ہیں۔ لیکن مجھے یہاں رہنے کا موقع بہت کم ہی ملتا ہے۔ ایک بار میرے بھائی بہن کے بہت ضد کرنے پر میں یہاں رک گئی۔ تب مجھے پٹنہ شہر اور وہاں کے لوگوں کو جاننے کا موقع ملا۔

ہم صبح ہی گھر سے نکلے۔ جیسے ہی ہم سڑک کی جانب مڑے، ہم نے دیکھا کہ وہاں کافی چل پہل تھی۔ سبزی اور پھل بیچنے والے اپنے ٹھیلے پر سبزی اور پھل سجا رہے تھے تو وہیں سبزی اور پھل والے گھر گھر بیچنے کے لئے اپنا ٹھیلہ لئے چلے جا رہے تھے۔ وہیں ایک عورت ٹوکری میں پوجا کی اشیاء فروخت کرنے کے لئے بیٹھی تھی۔

اخبار فروش

موچی

حجام

سڑک کی دوسری جانب ایک آدمی ٹیبل پر کئی طرح کے اخبار رکھ کر بیچ رہا تھا۔ کچھ لوگ اخبار پڑھ رہے تھے تو کچھ لوگ اخبار خرید کر لے جا رہے تھے۔ اسکول کے بچوں سے ٹھساٹھس بھرا ٹیمپو ہارن بجاتا ہوا گزر رہا تھا۔ پاس میں ایک پیڑ تھا جس سے سٹے ایک مندر تھا۔ پیڑ کے نیچے موچی اپنے ٹن کے بکسے سے سامان نکال رہا تھا۔ نزدیک ہی ایک نائی اپنا کام شروع کر چکا تھا۔ تھوڑی دور پر ایک سیلون تھا جہاں کچھ نوجوان ڈاڑھی بنانے و بال کٹانے کے لئے جا رہے تھے۔ سڑک کے کنارے بیٹھا نائی کم ہی پیسے میں ڈاڑھی بنا دیتا تھا۔ سڑک سے تھوڑی دور جا کر ایک آدمی ٹھیلہ

پر طرح طرح کے برتن جیسے، تھالی، کٹوری، چائے چھنی، کپ وغیرہ بیچ رہا تھا جسے ہم لوگ اکثر استعمال کرتے ہیں ۔ یہ سبھی لوگ خود اپنے روزگار میں لگے ہوئے ہیں ۔ ان کو دوسرا آدمی روزگار نہیں دیتا ہے ۔ اس لئے انہیں اپنا کام خود ہی سنبھالنا پڑتا ہے ۔ وہ خود اپنا منصوبہ بناتے ہیں کہ کن کن اشیاء کو فروخت کریں ۔ سامان کتنا خریدیں ۔ کہاں سے خریدیں، اپنی دکان کہاں لگائیں ؟ انکی دکانیں غیر مستقل ہوتی ہیں ۔ کبھی وہ سڑک کے کنارے ۔ چادر یا چٹائی بچھا کر دکان لگا لیتے ہیں تو کھمبوں پر ترپال یا پلاسٹک چڑھا کر دکان لگاتے ہیں ۔ یہ روزانہ خریدتے ہیں اور روزانہ فروخت کرتے ہیں، ان کی آمدنی کم ہوتی ہے ۔ انکی آمدنی مزدوروں جیسی ہے لیکن یہ اپنا کاروبار خود چلاتے ہیں ۔ ان سبھی تاجر کو پھیری والے تاجر کہا جاتا ہے ۔ یہ تاجر سڑکوں کے کنارے فٹ پاتھ پر رکھ کر اپنا سامان فروخت کرتے ہیں یہ اپنی دکان ایسی جگہ لگاتے ہیں جہاں خوب بھیڑ رہتی ہے ۔ انکے ذریعہ فروخت کی جانے والی اشیاء، روزانہ کے استعمال کی ہوتی ہے ۔ خریداروں کیلئے ان سے سامان خریدنا بہت آسان ہوتا ہے، کیونکہ جب بھی ہم کہیں آتے جاتے ہیں تو اکثر یہ راستے میں ہی بیٹھے ہوتے ہیں اور بغیر زیادہ وقت گنوائے ہم ان سے آسانی سے اپنی پسند کا سامان خرید سکتے ہیں ۔ ٹھیلے والے جو چیز بیچتے ہیں وہ اکثر ان کے خاندان والے بناتے ہیں ۔ مثلاً سڑکوں پر گپ چپ، سموسے، چاٹ، بھونجا وغیرہ یہ زیادہ تر گھر پر ہی تیار کیا جاتا ہے ۔

ان تاجروں کی کوئی محافظت نہیں ہوتی ۔ پولس یا کارپوریشن والے انہیں پریشان بھی کرتے ہیں ۔ اکثر انہیں دکان ہٹانے کیلئے کہا جاتا ہے ۔

ہمارے ملک کے شہری علاقوں میں تقریباً ایک کروڑ لوگ فوٹ پاتھ اور ٹھیلوں پر سامان بیچتے ہیں ۔ بہت سی جگہوں پر اس کام کو ٹریفک اور پیدل چلنے والے لوگوں کے لئے ایک رکاوٹ تصور کیا جاتا ہے ۔ لیکن کچھ تنظیموں کی کوشش سے اب اس کو سبھی کیلئے استعمال کے لائق اور روزی روٹی کے حقوق کے طور پر دیکھا جا رہا ہے

۔قانون میں تبدیلیاں آنے سے ان کے پاس کام کرنے کی جگہ ہوگی اور آمدورفت ولوگوں کے آنے جانے میں بھی آسانی ہوگی۔

سوال:

1. کس بنیاد پر کہیں گے کہ فٹ پاتھ یا پٹری پر کام کرنے والے خود اپنے روزگار میں لگے رہتے ہیں؟

2. اپنے آس پاس کے فٹ پاتھ پر پھل کی دکان لگانے والے کسی آدمی سے پوچھ کر بتاؤ کہ اس کی معمول کی زندگی جیسے وہ پھل کہاں سے اور کب خریدتا ہے؟ وہ صبح دکان کب لگاتا ہے؟ شام کو دکان کب اٹھاتا ہے؟ یعنی وہ دن بھر میں کتنا گھنٹہ کام کرتا ہے؟ اس کام میں اس کے خاندان کے افراد اس کی کیا مدد کرتے ہیں؟

چلتے چلتے میں تھک گئی اور بازار جانے کے لئے اس جگہ پر پہنچ گئی جہاں رکشا والے قطار میں کھڑے ہوکر سواری کا انتظار کر رہے تھے۔ہم نے ایک رکشے والے کو بازار جانے کے لئے طے کیا۔

شیام نرائن

ایک رکشہ ڈرائیور

رکشہ پولر

شہر میں کام کرنے والے لوگوں میں سے زیادہ تر لوگ سڑکوں پر کام کرتے ہیں۔ گاؤں سے کافی لوگ کام کی تلاش میں شہر آتے ہیں۔اس میں شیام نرائن بھی ایک ہے۔ وہ بھبھوا ضلع کا ایک زرعی مزدور ہے۔اس کے پاس زمین نہیں ہے۔گاؤں میں سال بھر کاشتکاری میں مزدوروں کی ضرورت نہیں ہوتی، یہ فصل کی کٹائی، بوائی کے وقت گاؤں میں کام کرتے ہیں۔اس کام سے جو آمدنی ہوتی

رین بسیرا

ہے اس سے خاندان کا خرچ نہیں چل پاتا ہے اس لئے جب کھیتوں میں کام نہیں ملتا ہے تو یہ شہر جا کر رکشہ چلاتے ہیں۔ یہ ان کے روزانہ کا کام ہے لیکن بیماری کی حالت میں آمدنی نہیں ہو پاتی۔ یہ رین بسیرا میں رات گزارتے ہیں۔ روزانہ 150-200 روپئے تک ان کی آمدنی ہو جاتی ہے۔ اگر ان کا اپنا رکشہ نہیں ہوتا ہے تو یہ رکشہ کا کرایہ ہر روز 30-50 روپیہ رکشہ مالک کو دے دیتے ہیں۔ ہر روز 60-100 روپئے تک کھانے و دیگر ضرورتوں کو پورا کرنے میں خرچ ہو جاتے ہیں۔ باقی پیسہ یہ لوگ اپنے خاندان والوں کے لئے بچا لیتے ہیں۔ 20-25 دنوں پر اپنے خاندان سے ملنے کے لئے گاؤں چلے جاتے ہیں۔ اسی پیسے سے خاندان والوں کی زندگی گذرتی ہے۔ کبھی کبھی انکے گھر کی عورتیں بھی مزدوری کر کے کچھ آمدنی کر لیتی ہیں۔

سوال:

1. شیام نرائن کچھ دن تک شہر میں رہتا ہے اور کچھ دن گاؤں میں، کیوں؟
2. شیام نرائن رین بسیرا میں کیوں رہتا ہے؟

بازار میں:

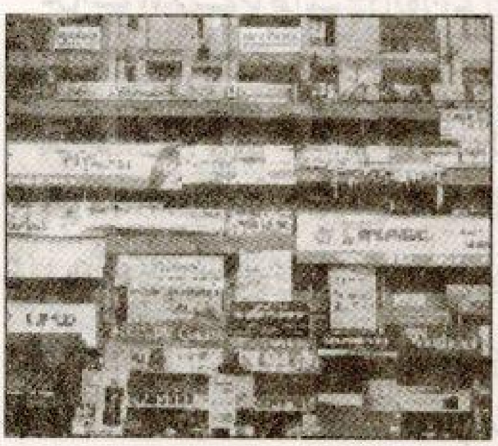

کثیر منزلہ دکانیں

جب ہم بورنگ روڈ بازار پہنچے تو دکانیں کھلنی شروع ہو گئی تھیں۔ لیکن تہوار کی وجہ سے کافی بھیڑ ہو چکی تھی۔ وہاں کپڑے، چپل، برتن، بجلی کے سامان، مٹھائی وغیرہ کی دکانوں کی لمبی قطاریں تھیں ہم لوگ تیار شدہ کپڑے کی ایک شوروم (نمائشی کمرہ) میں گئے وہاں سے مجھے کچھ کپڑے لینے تھے یہ تین منزلہ شوروم تھا ہر منزل پر مختلف قسم کے

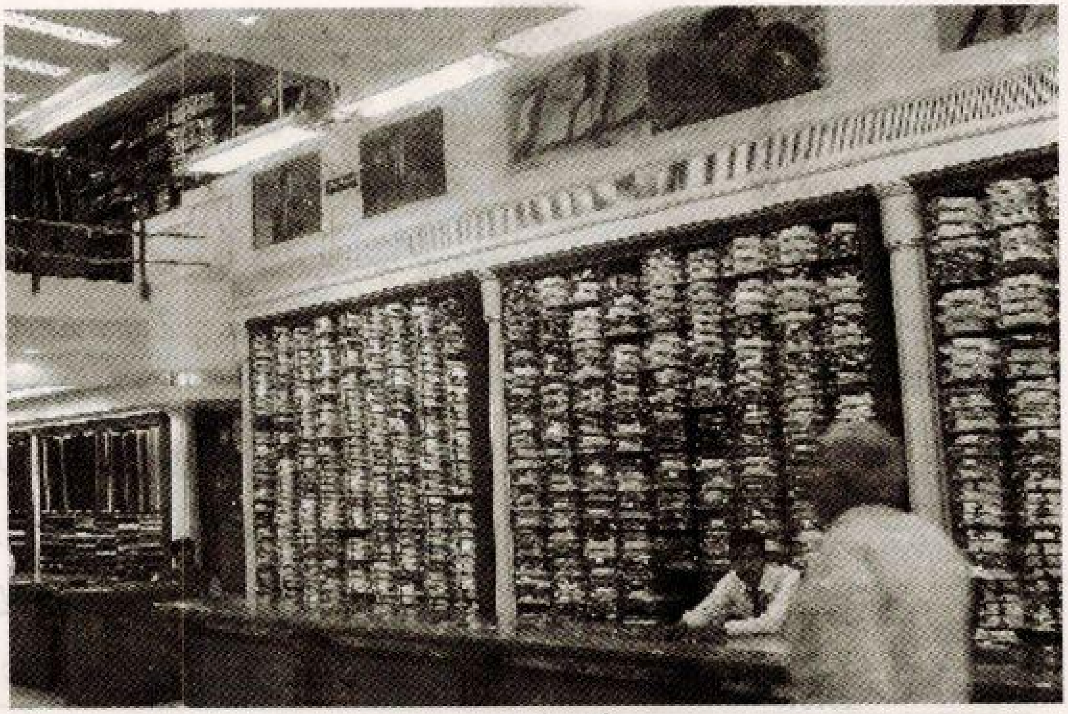

کپڑے کی دکان

کپڑے تھے۔ بازار میں ہی ایک دو ڈاکٹر کی کلینک بھی تھی۔ وہاں بھی لوگوں کی بھیڑ تھی۔

بڑی دکان میں:

میں اپنے ماما جی کے ساتھ ایک بڑی دکان میں پہنچی اور وہاں بیٹھے دکاندار سے بات کرنا شروع کی اور اس کے بارے میں جاننا چاہا۔

پرمود۔ پہلے میرے والد اور چچا ایک چھوٹی سی دکان چلاتے تھے۔ اتوار کے دن اور تہوار کے موقع پر میں اپنی ماں کے ساتھ ان کی مدد کرتا تھا۔ اپنی گریجویٹ تک کی پڑھائی پوری کرنے کے بعد میں نے بھی اپنا کام شروع کیا۔ اس وقت میں اپنی بیوی انشو کے ساتھ یہ شوروم (نمائشی کمرہ) چلاتا ہوں۔

انشو۔ ہم نے کچھ سال پہلے یہ شوروم کھولا ہے۔ میں ڈریس ڈیزائنر ہوں۔ میں اس کے ساتھ بوتک (Boutique) بھی چلاتی ہوں۔ میں نے اسی کی پڑھائی کی ہے۔ آج کل نوجوان طبقہ اور بچے دلکش کپڑے

پہننا پسند کرتے ہیں۔اس کو ذہن میں رکھکر ہم نے تیار شدہ کپڑوں کو دلکش انداز میں سجا کر یہ شوروم کھولا۔

ہم اپنے شوروم کے لئے مال دلّی، ممبئی، احمد آباد سے منگواتے ہیں۔کبھی کبھار کچھ کپڑے بیرونی ممالک سے بھی منگواتے ہیں۔شوروم کی شہرت کے لئے ہم اشتہارات بھی دیتے ہیں۔اس سے ہماری تجارت میں اضافہ ہوا ہے۔اس سے ہماری طرز رہائش اونچی ہوگئی ہے۔ہم نے ایک کار خرید لی ہے اور ایک مکان بھی بنوایا ہے جو بازار سے نزدیک ہی ہے۔

پرمود اور انشو جیسے بہت سارے لوگ ہیں جو شہروں میں اپنی دکانیں چلاتے ہیں۔یہ دکانیں چھوٹی، بڑی ہیں اور لوگ الگ الگ اشیاء فروخت کرتے ہیں، زیادہ تر لوگ اپنی دکانیں یا تجارت خود سنبھالتے ہیں۔وہ کسی دوسرے کے یہاں ملازمت نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو ملازمت پر رکھتے ہیں۔جیسے منیجر، مددگار، گارڈ، صفائی والے وغیرہ۔کچھ لوگ دکان کرائے پر لیتے ہیں انہیں دکان کا مالک کبھی بھی دکان خالی کرنے یا کرایہ بڑھانے کے لئے کہہ سکتا ہے۔وہ خود سر دکان والوں سے کم محفوظ ہوتے ہیں لیکن انکی بھی آمدنی اچھی ہوتی ہے۔وہ دکانیں مستقل ہوتی ہیں جن کے پاس شہری بلدیات (نگر نگم) کے لائسنس ہوتے ہیں۔شہری بلدیات کی آئین کے مطابق ہفتے میں ایک دن سبھی دکانیں بند رہتی ہیں۔مثلاً کچھ بازار کی دکانیں اتوار کو، کچھ سوموار کو، تو کچھ منگل کو بند رہتی ہیں۔ان بازاروں میں چھوٹے چھوٹے دفتر اور دیگر دکانیں بھی ہیں جو کوریئر، پی سی او (فون) فوٹو اسٹٹ وغیرہ کی سہولتیں مہیا کراتی ہیں۔

سوال:

1. جو بازار میں اشیاء فروخت کرتے ہیں اور جو سڑکوں پر اشیاء فروخت کرتے ہیں ان میں کیا فرق ہے؟
2. پرمود اور انشو نے ایک بڑی دکان کیوں شروع کی؟ ان کو یہ دکان چلانے کیلئے کون کون سے کام کرنے پڑتے ہیں؟

کارخانہ میں:

مجھے زری والا ایک چادر خریدنا تھا۔ میری بہن نے کہا چلو میں آکانچھا کے پاس لے چلتی ہوں وہ بہت خوب کڑھائی کرتی ہے اور اسی طرح کے ایک کارخانے میں کام کرتی ہے۔ یہ کارخانہ شہر کے ایک کونے میں تھا۔ ہم لوگوں نے کچھ فاصلہ رکشہ سے طے کیا۔ اسٹینڈ سے بس پر سوار ہوکر کارخانے کے لئے چلے۔ بس میں کافی بھیڑ تھی اس کارخانے میں کام کرنے والے بہت سے لوگ اسی بس میں سوار تھے۔ کچھ دیر بعد بس ایک موڑ پر جارکی۔

موڑ پر بہت سے لوگوں کی بھیڑ دکھائی دے رہی تھی۔ اس میں کچھ کھڑے تھے اور کچھ دکان کے باہر بیٹھے تھے۔ کچھ لوگ اسکوٹر، موٹر سائکل پر سوار ہوکر ان سے بات چیت کررہے تھے۔ میری بہن نے بتایا کہ یہ ''مزدور چوراہا'' ہے۔ یومیہ پر کام کرنے والے مزدور یا مستری ہیں۔ کچھ، جہاں مکان بنتے ہیں وہاں کام کرتے ہیں۔ کچھ گھروں یا دکانوں میں رنگائی پوتائی کا کام بھی کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ٹیلی فون لائن اور پانی کے پائپ کے لئے کھدائی کا کام کرتے ہیں، لیکن انہیں ہمیشہ کام نہیں ملتا۔ ایسے ہزاروں لوگ شہروں میں غیر مستقل مزدور کی شکل میں رہتے ہیں۔

لیبر چوک

کچھ دیر میں ہم لوگ کارخانہ پہنچ گئے۔ ہم کارخانے میں داخل ہوئے تو ہم نے پایا کہ وہاں اس کام میں بہت سارے لوگ لگے ہوئے ہیں میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کام کو اتنے لوگ کرتے ہوں گے۔ چھوٹے چھوٹے کام افراد میں بٹے ہوئے تھے یہاں ہاتھ اور مشین دونوں سے کام ہو رہا تھا۔ کچھ لوگ ناپ کر کپڑا کاٹ رہے تھے۔ کچھ زری کا کام کر رہے تھے، کچھ اس میں ڈیزائن چھاپ رہے تھے کچھ پیکنگ میں لگے ہوئے تھے۔

جس طرح زری کا کام ہو رہا تھا وہاں ہم لوگوں نے نظر دوڑائی تو آکانچھا وہیں اپنے کام میں لگی ہوئی تھی۔ جب میری بہن نے اسے آواز دی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میرا تعارف پوچھا۔ میں نے تعارف دیتے ہوئے وہاں آنے کا سبب بتایا۔ وہ ہم لوگوں کو ایک کمرے میں لے گئی جہاں چادر تیار کر کے رکھی جاتی تھی۔

آکانچھا نے مجھ سے کچھ دنوں کی مہلت مانگی اور چادر پر زری کرنے کا وعدہ کیا۔

آکانچھا چادر بنانے والے بڑے کارخانے میں کام کرتی ہے۔ جس کارخانہ میں وہ کام کرتی ہے۔ وہاں سے چادر تھوک اور کھدرا تاجروں کے پاس جاتا ہے۔ صرف بہار میں ہی نہیں بلکہ بہار سے باہر کچھ شہروں میں ان کے چادر بیچے جاتے ہیں۔ دسمبر سے اپریل تک آکانچھا کے پاس کام زیادہ رہتا ہے۔ کیونکہ اس وقت باہر سے ان کے ذریعہ بنے سامان کی مانگ زیادہ ہوتی ہے۔ اکثر وہ صبح 9 بجے کام شروع کرتی ہے اور رات 8 بجے تک کام کرتی ہے۔ وہ ہفتہ میں چھ دن کام کرتی ہے۔ لیکن جب کام جلدی کا ہوتا ہے تو انہیں اتوار کو بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ اسے ایک دن کام کرنے کے 100 روپے اور مقررہ وقت سے زیادہ کام کرنے کے لے 50 روپے ملتے ہیں۔ کچھ کاریگر ہی ایسے ہیں جنہیں سال بھر رکھا جاتا ہے۔ آکانچھا جیسے بہت سے کاریگر کو برسات میں کام سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ تقریباً تین سے چار مہینے کے لئے انکے پاس کام نہیں رہتا ہے۔

آکانچھا کی طرح بہت سارے لوگ اس کارخانے میں و دیگر جگہوں پر ہیں جنہیں سال بھر کام نہیں ملتا۔ یہ غیر مستقل طور پر کام میں لگے ہوتے ہیں۔ انہیں باقی وقتوں میں دوسرے کاموں کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ ایسے لوگوں کی نوکریاں مستقل نہیں ہوتی ہیں۔ اگر کوئی کاریگر اپنی تنخواہ یا دوسری سہولیات کے بارے میں

شکایت کرتا ہے تو اسے ملازمت سے برخاست کر دیا جاتا ہے۔ ملازمت کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی ہے۔

سوال

1. آکانچھا جیسے لوگوں کو کوئی تحفظ نہیں ہے ایسا آپ کس بنا پر کہہ سکتے ہیں؟
2. آکانچھا جیسے لوگ غیر مستقل طور پر کام پر رکھے جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

دفتر میں:

دوسرے دن میں اپنی مامی سے ملنے انکے دفتر میں گئی۔ میری مامی بینک میں ملازمت کرتی ہیں۔ وہ وہاں برانچ منیجر ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ شام کو ساڑھے پانچ سے پہلے میرے بینک پہنچ جانا۔ بینک ایسی جگہ پر تھا جہاں چاروں طرف بڑی بڑی عمارتیں تھیں۔ شاپنگ کمپلکس بھی تھے۔ کار کھڑے کرنے کی جگہ بھی تھی۔ مامی ہفتے میں چھ دن کام پر جاتی ہیں۔

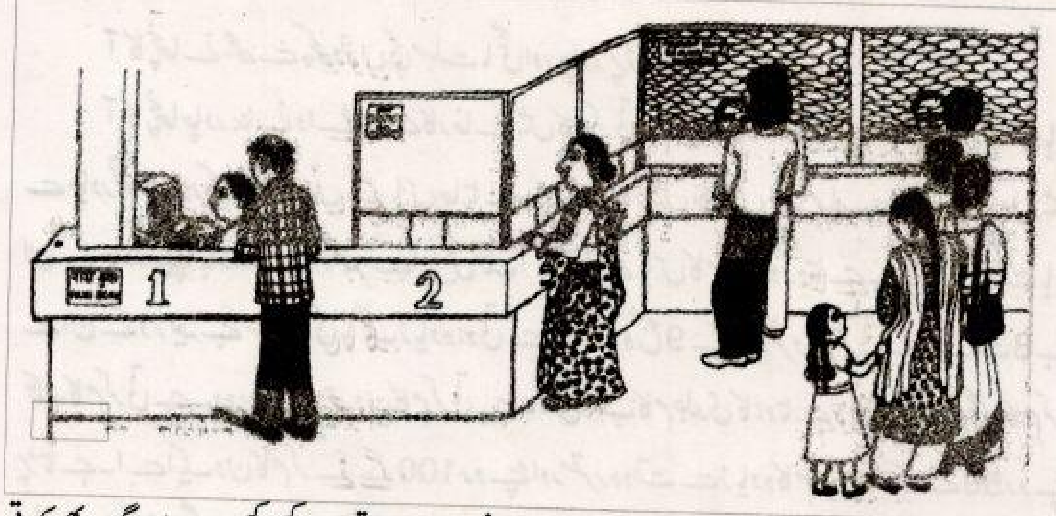

روزانہ وہ ساڑھے نو بجے کام پر جاتی ہیں اور ساڑھے پانچ بجے لوٹ آتی ہیں۔ کبھی کبھی وہ اپنا کام گھر پر بھی کرتی ہیں۔ وہ ایک مستقل ملازم ہیں۔ مستقل ملازمت ہونے کی وجہ سے انہیں درج ذیل فائدے بھی ملتے ہیں۔

بڑھاپے کیلئے بچت:

ان کی تنخواہ کا ایک حصہ مستقبل خزانے (Provident Fund) میں جمع ہوتا ہے۔ اس بچت پر سود بھی ملتا ہے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے پر یہ پیسہ مل جاتا ہے۔ سبکدوشی کے بعد بھی حکومت پابندی سے پینشن دیتی ہے۔

تعطیل:

اتوار اور دیگر قومی تہواروں کے موقع پر تعطیل ملتی ہے۔ سالانہ تعطیل کی شکل میں بھی کچھ دن ملتے ہیں۔

خاندان کے لئے طبی سہولیات:

حکومت ایک حد تک ملازم اور اس کے اہل خانہ کے علاج کا خرچ اٹھاتی ہے۔

اس طرح کے کئی ملازم ہیں جو کسی کمپنی یا سرکاری دفتر میں کام کرتے ہیں، جیسے سکریٹریٹ، شعبۂ تعلیم، شعبہ مواصلات اور حکومت ہند اور صوبائی حکومت کے اداروں میں کام کرنے والے ملازم وغیرہ۔ جہاں انہیں پابندی سے اور مستقل ملازم کی طرح کام ملتا ہے۔ ان کا محکمہ اور کام طے ہوتا ہے ان کو وقت پر تنخواہ ملتی ہے۔ کام نہیں کرنے پر بھی انہیں غیر مستقل مزدوروں کی طرح نکالا نہیں جاتا۔

گھریلو کار کرتی عورت

ہم مامی کے ساتھ ان کی کار میں بیٹھ گئے۔ کار گھر کی طرف چل پڑی۔ راستے میں مامی نے بتایا کہ ہمیں نئی کام کرنے والی (نوکرانی) مل گئی ہے۔ میرے ساتھ ملازمت کرنے والوں کے گھر بھی وہ کام کرتی ہے۔ اس کا نام پاروتی ہے۔

پاروتی کی طرح یہاں بہت سارے لوگ ہیں جو گھروں میں اپنی خدمت دیتے ہیں۔ یہ دوسرے کے گھر جا کر برتن صاف کرنا، جھاڑو دینا، پوچھا لگانا وغیرہ کام کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ بچوں کو اسکول جانے کے لئے بس اسٹینڈ تک پہنچانے بھی جایا کرتی ہیں۔ انہیں ان کے مالک مہینے میں پیسہ دیتے ہیں۔ مخصوص حالتوں، جیسے ان کے بیمار پڑنے یا ان کے اہل خانہ میں کسی کے بیمار پڑنے پر، شادی تہوار وغیرہ کے موقع پر الگ سے پیسہ دیتے ہیں۔ سال بھر میں ایک دو کپڑا بھی بنوا دیتے ہیں۔

سوال:

1. دوسرے کے گھروں میں کام کرنے والے ایک گھریلو عورت کے دن بھر کے کام کو بیان کیجئے؟
2. دفتر میں کام کرنے والی عورتوں اور کارخانے میں کام کرنے والی عورتوں میں کون کون سے فرق ہیں؟
3. کیا مستقبل خزانے (P.F.)، تعطیل یا طبی سہولیات شہر میں مستقل ملازمت کے علاوہ دوسرے کام کرنے والوں کو مل سکتی ہے؟ چرچہ کریں۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی گھر پہنچی۔ لیکن آج بہت مزہ آیا۔ میں نے سوچا کہ کتنا اچھا ہے کہ شہر میں اتنے سارے لوگ اتنی طرح کا کام کرتے ہیں۔ وہ کبھی ایک دوسرے سے ملتے بھی نہیں مگران کا کام انہیں جوڑتا ہے اور شہری زندگی کو بنائے رکھتا ہے۔

مشق

1. اپنے تجربات اور بڑوں کے ساتھ چر چہ کرکے شہروں میں زندگی گزارنے کی مختلف صورتوں کی فہرست بنائیں؟

2. اپنے تجربے کی بنیاد پر درج ذیل جدول کی خالی جگہوں کو بھریں۔

مقام/فرد کا نام	حاصل ہونے والی دو چیزیں یا خدمات
1.فٹ پاتھ یا پٹری کی دکان	1..................2..................
2. بازار کی مستقل دکان	1..................2..................
3.کارخانہ	1..................2..................
4.گھروں میں کام کرنی والی (گھریلو کامگار)	1..................2..................
5.بینک	1..................2..................

3. پٹری پر کے دکاندار اور دیگر دکانداروں کے حالات میں کیا فرق ہیں؟

4. ایک مستقل اور پابند ملازم غیر مستقل کام سے کس طرح الگ ہے؟

5. درج ذیل جدول کو پورا کریں؟

نام	کام کی جگہ \ مقام	کام کا تحفظ ہے یا نہیں	خود کا کام یا روزگار
شیام نرائن			
پرمود اور انشو			
آکانچھا			
پاروتی			

6. ایک مستقل اور پابند ملازمت کرنے والے لوگوں کو تنخواہ کے علاوہ کون کون سے فائدہ ملتے ہیں؟

باب-4

لین دِین کی بدلتی ہوئی شکل

جیسے ہی صبح کے چار بجے، گھڑی میں گھنٹی بجنی شروع ہوگئی۔ گھنٹی کی آواز سنتے ہی ابھیشیک جگ گیا۔ اس نے اپنی چھوٹی بہن انکتا کو اٹھایا۔ گھر کے باقی لوگ بھی اٹھ گئے تھے۔ ابھیشیک اور انکتا دونوں بہت خوش تھے۔ کئی سال بعد وہ اپنے گاؤں چکری جا رہے تھے۔ جو سیوان ضلع میں ہے۔ گاؤں پہنچتے پہنچتے شام ہوگئی۔ سبھی کافی تھک گئے تھے۔ ابھیشیک اور انکتا جلد ہی کھا پی کر سو گئے۔

صبح انکتا کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ اس کی دادی ایک عورت سے دہی لے رہی تھی۔ دہی لینے کے بعد انہوں نے اس عورت کو دو کیلو گیہوں دیا۔ یہ دیکھ کر اسے بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ ابھی تک اس نے پیسے سے ہی سامان خریدتے دیکھا تھا۔

صبح 10 کے آس پاس جب ابھیشیک گھر کے برآمدے میں بیٹھ کر پڑھ رہا تھا تبھی اس کا دھیان بھونپو کی

آواز پر گیا۔ پاس جا کر اس نے دیکھا کہ ایک سائکل پر ایک آدمی آئسکریم بیچ رہا ہے۔

بچے اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ کسی بچے کی ہاتھ میں گیہوں ہے۔ تو کوئی مکّہ دے کر آئسکریم لے رہا ہے۔ ایک بچے کو آئسکریم بیچنے والے نے کہا کہ دو مٹھی گیہوں اور لاؤ تب آئسکریم ملے گی۔ ابھیشیک نے دیکھا کہ آئسکریم والا بچوں سے لگ بھگ 100 گرام گیہوں لیکر ایک آئسکریم دے رہا ہے۔ ابھیشیک دوڑ کر گھر کے اندر گیا اور ایک ٹوکری میں 100 گرام گیہوں لیکر آئسکریم والے کو دیا۔ آئسکریم والے نے اسے بھی ایک آئسکریم دے دیا۔

کچھ دیر بعد مونگ پھلی اور سون پاپڑی بیچنے والا آیا اس سے انکتا نے گیہوں کے بدلے کچھ مونگ پھلی اور تھوڑی سی سون پاپڑی خریدی۔ ابھیشیک اور انکتا کو سامان خریدنے کا یہ طریقہ بہت اچھا لگا کیونکہ یہاں سامان خریدنے کیلئے اسے کسی سے پیسے مانگنے کی ضرورت نہیں پڑ رہی ہے اور اناج لینے سے اسے کوئی نہیں روکتا۔

سوال: کیا آپ نے یا آپ کے خاندان کے کسی فرد نے اشیاء دیکر اشیاء کو خریدا ہے؟ اگر ہاں تو وضاحت کریں۔

شام کو دونوں بچے اپنے داداجی کے ساتھ اس دن لگنے والے گاؤں کے ہفتہ واری بازار میں گئے۔ یہاں داداجی نے سب سے پہلے ان کے لئے کچھ جلیبیاں خریدیں۔ پھر کچھ اسٹیل کے برتن اور ایک چادر خرید کر گھر لوٹ آئے۔ یہاں داداجی نے سبھی دکانداروں کو ان کی چیزوں کے بدلے پیسے دیئے۔

گھر لوٹنے پر ابھیشیک نے داداجی سے پوچھا۔ داداجی کتنا اچھا ہوتا کہ کوئی سامان خریدنے کے لئے پیسے کی ضرورت نہیں ہوتی صرف سامان دیکر ہی فروخت کرنے والے سے اس کی چیزیں خریدی جاسکتی ہیں مجھے تو یہ کافی اچھا لگتا ہے۔ جب اشیاء کے بدلے ہی کسی چیز کی خرید و فروخت کی جاتی ہیں تو پھر بازار سے سامان

خریدنے پر دکاندار کو پیسے کیوں دیئے جاتے ہیں۔

سوال۔اگر آپ کو بازار سے کچھ برتن اور چادر خریدنا ہو تو آپ اسے پیسے سے خریدنا چاہیں گے یا سامانوں کے ذریعہ سے؟ اور کیوں؟

یہ سن کر دادا جی نے بتایا کہ بہت پہلے روپیہ یا سکّوں کا رواج نہیں تھا۔ایک وقت تھا جب انسان اپنی ضرورتوں کی تکمیل کھیت سے اُپجا کر یا اکٹھا کر کے پورا کر لیتے تھے۔باقی ضرورتوں کی تکمیل اشیاء کی ادلا بدلی کے ذریعہ کرتے تھے۔اگر لوہار کھیتی کے کام کے لئے کدال یا ہل بنا تا تھا تو کسان کوئی اناج دیکر بھی اسے خرید لیتا تھا۔اسی طرح مان لو کہ لوہار کو چمڑے کے کسی سامان یا چپل کی ضرورت ہو تو وہ چمڑے کے کام کرنے والے سے وہ سامان خریدتا تھا۔اس کے بدلے وہ اسے لوہے سے بنی کوئی چیز یا کہیں سے حاصل کیا ہوا اناج دیتا تھا۔

اناج کی مقدار یا سامان کی تعداد کا تعین روایتی یا آپس کی بات چیت سے طے ہوتا تھا۔اس نظام کو اشیاء متبادل نظام کہا جاتا ہے۔

لیکن اشیاء متبادل نظام میں کئی مشکلات تھے۔بعد میں جب روپیوں کا رواج شروع ہوا تو لین دین، سامانوں کی خرید و فروخت وتجارت میں کافی سہولیت ہونے لگی۔اور اسی سہولت کیلئے اشیاء کی خرید روپیوں کے ذریعہ سے کرنا پسند کیا جانے لگا۔

جب کسی اشیاء کی خرید وفروخت دوسری اشیاء کے ذریعے سے کی جاتی ہے
تو اسے اشیائے متبادل نظام کہا جاتا ہے۔

سوال:

1. گاؤں رشہروں میں اشیاء متبادل نظام کی اور کون کون سی مثالیں نظر آتی ہیں؟
2. کیا اس کے علاوہ بھی کوئی روایت ہے جس کے ذریعہ سے لین دین، دیکھنے کو ملتا ہے، جیسے کہ شادی بیاہ کے وقت؟

اشیاء متبادل نظام کی دشواریاں:

سوال۔ کیا یہ آپس میں لین دین کر سکتے ہیں؟

اوپر کی تصویر سے یہ صاف ہے کہ اگر کسی کے پاس گیہوں ہے اور اس کے بدلے وہ آم چاہتا ہے تو اسے ایسے شخص کی تلاش ہوگی جس کے پاس آم ہو اور وہ اس کے بدلے گیہوں چاہتا ہو۔ لیکن عام طور پر اس طرح کی

دوطرفہ اتفاق کی کمی ہوتی ہے۔

سوال: دونوں کے درمیان قیمت کیسے طئے ہوگی؟

پچھلے صفحہ کی تصویر میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک مٹکا بیچنے والے اور ایک کپڑا بیچنے والے کے درمیان بحث ہورہی ہے اشیاء متبادل میں اکثر اشیاء کی قیمت کولیکر کھینچا تانی ہوتی ہے۔ آپس کی قیمت طئے کرنا آسان

نہیں ہے۔ اگر بہت سے سامانوں کے درمیان لین دین ہوتا ہے تو یہ اور بھی مشکل ہوجاتا ہے۔

سوال: ایسی حالت میں کیا پریشانی ہورہی ہے؟ سمجھایئے؟

اوپر کی تصویر میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ بکری والے کو اپنی بکری کے بدلے 6 ٹوکری اناج چاہئے۔ اناج والے کے پاس 3 ٹوکری اناج ہے۔ ایسی حالت میں وہ بکری کو نصف نہیں کرسکتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ بقیہ 3 ٹوکری اناج کسی دوسرے سے لیتا ہے تو دو افراد کے درمیان بکری کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اشیاء متبادل نظام میں اشیاء کی تقسیم میں دقت ہوسکتی ہے۔

اس کے علاوہ اشیاء متبادل نظام میں کچھ اور دقتیں ہیں جنہیں مندرجہ ذیل مثالوں کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے۔

اشیاء متبادل میں ذخیرہ اندوزی یا جمع کر کے رکھنے کا کام صرف اشیاء کی صورت میں کیا جاسکتا ہے۔

اشیاء کو زیادہ دنوں تک جمع رکھنے میں سڑنے گلنے کا ڈر ہوتا ہے اگر جمع کی گئی اشیاء گائے، گھوڑا، بکری، مرغا وغیرہ کی صورت میں کی جائے اور ان کی بیماری کی وجہ سے یا عام موت ہو جائے تو ساری جمع کی ہوئی دولت ختم ہو جائے گی۔

اس لئے اس نظام میں جمع کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح نظام میں قیمت یا جائداد جو سامان کی صورت میں ہوتی ہے، کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جانے میں کافی دقتیں ہوتی ہیں۔

مان لیں کہ عمران کا مکان سہرسہ میں ہے جسے فروخت کر کے وہ پٹنہ میں مقیم ہونا چاہتا ہے۔ اشیاء متبادل نظام میں مکان کی قیمت اشیاء (گائے، اناج وغیرہ) کی شکل میں جو حاصل ہوگا اسے پٹنہ لے جانا کافی مشکل ہوگا۔ مطلب اس طریقہ کار میں قیمت کو منتقل کرنا محال ہوتا ہے۔

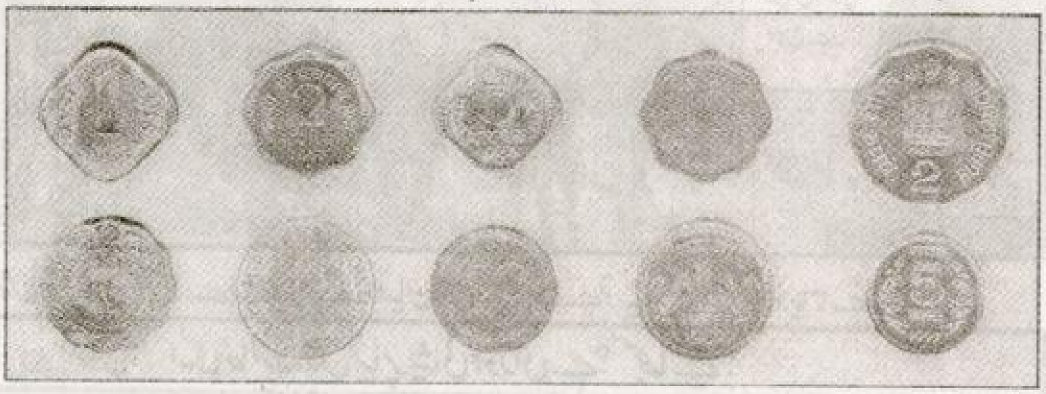

> سوال: مندرجہ بالا تصویروں و تفصیلوں سے آپ اشیاء متبادل کی دقتوں کو اپنے لفظوں میں سمجھائیے؟

سکّوں سے سہولیت:

جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ اشیاء متبادل نظام میں بہت طرح کی دقتیں تھیں۔ ان دقتوں کی وجہ سے تجارت میں بھی دقتیں آنے لگیں۔

دھیرے دھیرے یہ ذہن بننے لگا کہ کوئی ایسی چیز ہونی چاہئے جس کے بدلے میں ضرورت کی چیزیں

مل جائیں اور اسی چیز کو لین دین کا ذریعہ مانا جائے۔ اس لئے کوئی اسے لینے سے منع نہیں کرے گا۔ اسی کے بعد دھیرے دھیرے سکّہ کا رواج شروع ہوا۔ سکّے کے رواج نے اشیاء متبادل نظام کی دشواریوں کو دور کرنا شروع کر دیا اور لین دین سکّہ کے ذریعہ سے ہونے لگا۔ اس سے کاروبار میں سہولتیں ہونے لگیں۔

جب کسی چیز کی خرید و فروخت سکّہ یا روپے پیسے کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے تو اسے سکّہ متبادل نظام کہا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ سکّہ کی ابتدائی شکل و صورت اشیاء سکّہ کی صورت میں تھا۔ زمانہ قدیم (زمانہ شکار) میں جب آدمی جانوروں کے شکار کے ذریعہ زندگی بسر کرتا تھا، جب جانوروں کی کھال یا چمڑے کا استعمال سکّہ کی شکل میں کیا جاتا تھا۔ بعد میں (زمانہ چراگاہ) میں جانوروں کا استعمال سکّہ کی شکل میں کیا جانے لگا۔ اس کے بعد انسان زراعت کرنے لگا تو اناج کا استعمال بھی سکّہ کی شکل میں کیا جانے لگا۔ انہیں سکّہ اشیاء کہا جاتا ہے۔

شیر شاہ سوری کے ذریعہ چلایا گیا روپیہ

زمانہ قدیم سے آج تک سکّے کی شکل و صورت لگاتار بدلتی رہی ہے۔ اشیاء سکّہ کے بعد اولین معدنی سکّہ کا رواج شروع ہوا اس میں لوہا، تانبا، پیتل، سونا، چاندی وغیرہ کا استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن معدنی سکّہ میں بھی کئی کمی تھی۔ یہ وزنی ہوتا تھا۔ لین دین کے درمیان ہمیشہ وسوسہ بنا رہتا تھا۔ کیونکہ ان کا وزن اور خالص ہونے کی جانچ دشوار ہوتی تھی۔

اس کے بعد سکّوں کا رواج شروع ہوا۔ ہندوستان میں سب سے پہلے چاندی کے سکّے بنے۔ ہندوستان میں کئی الگ الگ بادشاہ تھے ہر بادشاہ اپنے صوبہ کیلئے سکّے جاری کرتا تھا۔ دہلی کے گدّی پر بیٹھے شیر شاہ سوری نے ایسا ہی ایک چاندی کا سکّہ رائج کیا۔ جسے اس نے روپیہ نام دیا۔ سکّہ کے آنے سے ہر بار وزن کرنا اور خالص

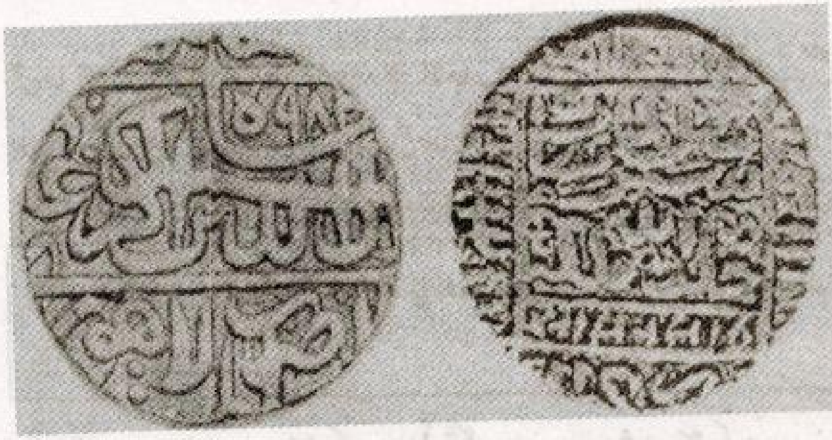

سونے کا مہر اور چاندی کا روپیہ

ہونے کی جانچ کی ضرورت نہیں رہی جب شمالی ہندوستان میں مغل شہنشاہ کے وقت سکّے کی شکل میں سونے کی مہر، چاندی کا روپیہ و تانبے کا بنا دام چلتا تھا۔

اس وقت جنوبی ہند میں سونے کے بنے سکّے ہنڈا اور پڑم کا رواج تھا۔لیکن آج جو سکّے چلتے ہیں وہ المونیم و نکل کے بنے ہوتے ہیں۔ان سکوں کی لاگت ان کی قیمت سے کم ہوتی ہے۔

المونیم، نکل سے بنے جدید سکّے

کاغذی سکّہ/نوٹ:

سکّوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں ہونے والی پریشانی اور سکّوں کا گھس گھس کر اپنا فائدہ بنانے کے لوگوں کی عادت کو دیکھتے ہوئے کاغذ کے نوٹ کا رواج شروع ہوا۔

اسے کاغذی سکّہ بھی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں کاغذ کے نوٹ چھاپنے اور جاری کرنے کا حق صرف بھارتیہ ریزرو بینک کو ہے۔ابھی ہمارے ملک میں دو روپے، پانچ روپے، دس روپے، بیس روپے، پچاس

روپے، سو روپے، پانچ سو روپے اور ایک ہزار روپے کا نوٹ بھارتیہ ریزرو بینک کے ذریعہ جاری کیا جاتا ہے۔

بازار و تجارت کے پھیلنے کے ساتھ سکّہ کی شکل وصورت میں تبدیلیاں آتی گئیں۔ سکّہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ بازار کی ترقی بھی ہوئی۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر اشیاء کی تجارت بڑھنے لگی۔ اشیاء کو بیچنے والے (دکاندار) و اشیاء کو خریدنے والے (خریدار) کی تعداد بڑھی۔ پھر بازار کی شکل وصورت تبدیل ہوئی۔ اسے آگے کی کہانی کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے۔

رشید اپنے محلے کی دکان پر کاپی، کتاب، پنسل اور ربر خریدنے کے لئے جاتا ہے۔ اس کے سبھی سامانوں کی قیمت جوڑ کر 50 روپیہ ہوتی ہے۔ رشید دکاندار کو 50 روپے کا نوٹ دیتا ہے۔ یہاں رشید روپے دے کر چیزوں کو خریدتا ہے۔ دکاندار روپے لے کر چیزوں (کتاب، کاپی، پنسل، ربر) کو بیچتا ہے۔ دکاندار کو بیچنے سے

جو روپے حاصل ہوئے اس کا استعمال وہ پھر دکان میں بیچنے کے لئے سامان خریدنے میں کرتا ہے۔ آمدنی کے کچھ روپیوں سے وہ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی ضرورت کی چیزوں کو خریدنے میں کرتا ہے۔ کچھ روپئے وہ مستقبل کے لئے بچا کر رکھتا ہے۔

سوال ۔ لین دین کے ذرائع کی صورت میں، پیسہ کب سے قبول کیا جاتا ہے۔ پیسے سے کسی بھی چیز کی قیمت آسانی سے طے کی جاسکتی ہے۔ اس کو اکٹھا کرنا، جمع کرنا یا بچت کرنا آسان ہے۔ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا آسان ہوتا ہے۔ کیسے؟ سمجھایئے۔

ریزرو بینک آف انڈیا

آپ نے دیکھا کہ روپے سے لین دین کے عمل، ادائیگی کرنے کا عمل و بچت کرنے کے عمل کو دکھایا گیا ہے۔ اس میں اشیاء کے بدلے کتنی قیمت ادا کی جائے یہ بھی طے کیا گیا ہے۔ مطلب یہاں پر روپے کے مکمل کاموں کی تدوین ہوئی۔

سوال:

1. رشید دکاندار کو کون سی سہولتیں فراہم ہوئیں؟
2. یہاں سکّہ متبادل کی کون سی خصوصیات دکھائی دی جو اشیاء متبادل میں نہیں ہے؟

جب سکّہ متبادل نظام کا رواج شروع ہو گیا تب آمدنی یا حاصل شدہ روپیوں کا جمع کرنا آسان ہو گیا۔ بعد میں جمع کی گئی روپیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے بینک کی روایت شروع ہوئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ دور جدید میں ٹیلی فون،

انٹرنیٹ یا ذرائع ابلاغ کا فروغ ہوا۔ اس سے بازار کی مادی شکل میں بھی تبدیلیاں ہوئیں۔ ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اشیاء کی خرید وفروخت ہونے لگی۔ بینک کے ذریعہ بھی اس کے لئے کئی طرح کی سہولتیں مہیا کرائی گئی۔ جو وہ اپنے خریداروں کو کسی اشیاء کے بدلے سہولت دیتی ہے۔

سوال:

چیک کے ذریعہ لین دین کیسے کیا جاتا ہے؟ اپنے خاندان اور استاد کے ساتھ چرچا کریں۔

چیک کی تصویر

اس کے علاوہ زمانہ حال میں لین دین یا خرید وفروخت کے لئے چیک اپنے خریداروں کو اے ٹی ایم مع ڈیبٹ کارڈ جاری کرتا ہے۔ اسے پلاسٹک سکّہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ کوئی بغیر اپنے پاس روپیہ رکھے

بینک میں جمع روپے کی بنا پر سامان خرید سکتا ہے۔

اے ٹی ایم کارڈ

سوال:

1. اے ٹی ایم مشین کے آنے سے کیا کیا سہولتیں ملیں؟ اس میں کیا احتیاط برتنی چاہئے؟ استاد کے ساتھ چرچا کریں۔
2. کیا چیک سے لین دین کرنے میں کاغذی سکّہ کی ضرورت ہوتی ہے؟

اے ٹی ایم مشین

مشق

1. بغیر پیسے کے لین دین میں قیمت کیسے طے ہوتی ہے؟
2. پیسے کے ذریعہ لین دین میں کس طرح کی سہولیت ہوتی ہے؟
3. درج ذیل جدول دیکھ کر سمجھائیے کہ کسی بھی دو افراد کے درمیان سودا کیوں نہیں ہو پا رہا ہے؟

	آزاد	راجو	سونو
خریدنا چاہتے ہیں:	میٹھا	بکری	چاول
بیچنا چاہتے ہیں:	بکری	چاول	میٹھا

4. رشید اور دکاندار کو لین دین میں کیا سہولیت ہوئی۔
5. سکّہ کا رواج کیسے شروع ہوا؟
6. کاغذی سکّہ کیسے شروع ہوا ہوگا؟
7. کیا آپ اپنے درجہ میں دوستوں کے ساتھ چیزوں کی ادلا بدلی کے ذریعہ لین دین کرتے ہیں؟ ان کی فہرست بنائیے۔ کیا یہ چیزیں اشیاء متبادل نظام کی مثال ہے؟
8. اس سبق میں اشیاء متبادل نظام کی دقتوں سے متعلق کچھ تصویریں دی گئی ہیں۔ ان دقتوں کو دکھاتے ہوئے کچھ دیگر تصویریں بنائیے۔

باب۔5

ہماری حکومت

ہم اکثر لفظ حکومت سنتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ حکومت کیا کرتی ہے؟ جمہوری حکومت کی کیا خصوصیت ہے؟ اس باب میں ہم ان سوالوں کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

کوسی کا باندھ ٹوٹا، قیامت کی حالت، حکومت نے دی جانچ کا حکم

بہار کے 26 اضلاع کو حکومت نے سوکھا زدہ اعلان کیا

الٰہ آباد ہائی کورٹ میں صفائی کی ضرورت: سپریم کورٹ

70 ہزار اساتذہ کی تقرری ہوگی: وزیر اعلیٰ

منریگا میں دھاندلی کی جانچ ہوگی: وزیر

نوویں درجہ کے طلباء وطالبات کو سرکار دے گی سائیکلیں

بہار میں کھلاڑیوں کو ملے گی سرکاری نوکریاں

سوال: اوپر دیئے گئے اخباروں کی خبریں حکومت کے کن کن کاموں کو ظاہر کرتی ہیں؟ آپس میں چرچا کریں۔

حکومت کیا ہے؟:

مختلف شعبوں کے متعلق فیصلہ لینے اور کام کرنے کے لئے حکومت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ فیصلے کئی موضوع سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ سڑکیں اور اسکول کہاں بنائے جائیں زیادہ سے زیادہ بچے اسکول کیسے پہونچیں بہت زیادہ مہنگائی ہوجانے پر کسی چیز کی قیمت کیسے کم کی جائے یا بجلی کی فراہمی کو کیسے پورا کیا جائے وغیرہ۔ حکومت ایسے کئی سماجی مدعوں پر بھی کاروائی کرتی ہے۔ مثال کے طور پر حکومت غریبوں کی مدد کرنے کے لئے کئی پروگرام چلاتی ہے۔ ان کے علاوہ مختلف خصوصی کام بھی انجام دیتی ہے جیسے ڈاکخانہ اور ریل گاڑیاں وغیرہ

حکومت کا کام ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنا اور دوسرے ممالک سے پرامن رشتہ بنائے رکھنا بھی ہے۔ اس کی ذمہ داریوں میں یہ مطمئن کرنا بھی ہے کہ ملک کے سبھی شہری کو معقول غذا، تعلیم اور اچھی صحت کی سہولتیں ملیں۔ جب قدرتی آفات آتی ہے جیسے خشک سالی، سیلاب، زلزلہ وغیرہ تب حکومت ہی خصوصی طور سے متاثرین کو امداد فراہم کرتی ہے۔

آخر حکومت اتنا سب کچھ کیسے کر پاتی ہے اور حکومت کے لئے ان کاموں کو کرنا کیوں ضروری ہے؟ جب لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں اور کام کرتے ہیں تو کچھ حد تک اجتماعی نظام کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لئے ضروری فیصلے لینے ہوتے ہیں کچھ قانون کی ضرورت ہوتی ہے جو سب پر نافذ ہو۔

لوگوں کے لئے سرکار کئی طرح سے کام کرتی ہے۔ وہ قانون بناتی ہے فیصلہ لیتی ہے اور اپنے اور سرحد میں رہنے والے لوگوں پر انہیں لاگو کرتی ہے۔ قانون بنانے کا کام قانون ساز کونسل کا ہے اور بنائے گئے قانون اور لئے گئے فیصلوں کو بھی پر نافذ کرنے کا کام انتظامیہ کرتی ہے۔ قانون ساز کونسل اور انتظامیہ حکومت کے حصے ہیں اگر کہیں کوئی تنازعہ ہوتا ہے یا کوئی جرم کرتا ہے تو لوگ عدالت جاتے ہیں۔ عدالت بھی حکومت کا ہی حصہ ہے۔ آگے کے درجات میں ہم اس کے بارے میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

سوال: 1. حکومت کون کون سے کام کرتی ہے؟ اپنے الفاظ میں سمجھائیے۔

2. حکومت کے کچھ ایسے کاموں کی مثال دیں جن کا ذکر یہاں نہیں کیا گیا ہے۔

حکومت کے سطح:

صوبائی سطح سے مراد پورے صوبہ سے ہے۔ جیسے اپنے صوبہ بہار میں حکومت پورے بہار کے لئے کام کرتی ہے۔ ٹھیک ویسے ہی جھارکھنڈ، اتر پردیش اور دیگر صوبے کی حکومتیں اپنے اپنے صوبوں کے باشندوں کیلئے کام کرتی ہیں۔ مرکزی حکومت ملک کے سبھی صوبوں کے فروغ کے لئے کام کرتی ہے۔ اس کتاب کے اگلے باب میں مقامی حکومت کے انتظام اور کاموں کے بارے میں تفصیل سے جانیں گے۔ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کی تفصیل بھی آگے کے درجات میں ملے گی۔

مرکز کے زیر انتظام صوبے:

کچھ صوبوں پر مرکز کی سیدھی نگرانی اور کنٹرول ہوتا ہے۔ یہ مرکز کے زیر انتظام والے صوبے کہلاتے ہیں۔ چنڈی گڑھ، انڈمان نیکوبار مجمع الجزائر وغیرہ۔

خانوں میں دیئے گئے اقوال کو دیکھئے۔ کیا آپ پہچان سکتے ہیں کہ یہ سرکار کی کس سطح سے تعلق رکھتے ہیں؟ ان کے آگے نشان لگائیے:	مقامی	راجیہ	مرکزی
1 حکومت بہار کی تمام لڑکیوں کو مفت پوشاک دینے کا فیصلہ			
2 مغربی بنگال کی حکومت کا بہار سے جوٹ پرچیز خریدنے کا فیصلہ			

3.گاؤں کے ایک عام کنوئیں کی جگہ کو منتخب کرنے کا فیصلہ				
4.فاربیس گنج اور جموئی کے بیچ نئی ریل لائن شروع کرنے کا فیصلہ				
5. پٹنہ کے بچوں کے لئے ایک بڑا سا پارک بنانے کا فیصلہ				
6.سیلاب کے مسئلہ پر نیپال سے مذاکرات کا فیصلہ				
7. ۱۰۰۰ روپئے کے نئے نوٹ شروع کرنے کا فیصلہ				

آپ نے ووٹ دینے کے دن ووٹ دینے کے لئے لوگوں کو قطار میں دیکھا ہوگا۔لوگ ووٹ حکومت چننے کے لئے کرتے ہیں۔ایسی سرکار کو جمہوری سرکار کہتے ہیں۔ یہ حکومت ایک مقررہ وقت کے لئے چنی جاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر بار ایک ہی پارٹی کی حکومت چنی جائے۔اس طرح ہمیشہ حکومت ایک مقررہ وقت کے لئے چنی جاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر بار ایک ہی پارٹی کی حکومت چنی جائے۔اس طرح ہمیشہ حکومت کی طاقت عوام کے ہاتھوں میں رہتی ہے۔لیکن اس سے الگ بھی ایک اور حکومت ہوتی ہے جیسے راج شاہی / شاہی نظام کہتے ہیں۔شاہی نظام میں حکومت کی ساری قوت راجا کے پاس ہوتی ہے۔جمہوری نظام میں عوام اپنی خواہش سے ووٹ کے ذریعہ حکومت کا انتخاب کرتی ہے اور اسے اپنی کارکردگی پر صفائی دینی ہوتی ہے۔ جبکہ شاہی نظام میں راجا ایک خاندن سے آتے ہیں خود فیصلہ لیتے ہیں اور اس کے لئے انہیں کوئی صفائی نہیں دینی ہوتی۔

بھارت ایک جمہوری ملک ہے۔جمہوریت کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں عوام اپنے نمائندوں کو ووٹ کے ذریعہ چنتی ہے۔ وہی نمائندے حکومت بھی چلاتے ہیں۔جمہوریت کی خاص بات یہی ہے کہ لوگ خود حکومت میں اپنے تمام نمائندوں کے ذریعہ شامل ہو کر حکومت کرتے ہیں۔جمہوری نظام میں سبھی بالغ لوگوں کو انتخابی عمل میں شامل ہونے کا حق ہے۔

سوال 1: جمہوری نظام اور شاہی نظام کے تین مخصوص فرق کو لکھئے؟

جمہوری نظام کے خیال کیسے آئے:

ہمارے ملک میں آزادی سے قبل انگریزوں کی حکومت تھی جس میں حکومت بغیر عوام کے نمائندوں کے چلائی جاتی تھی۔ آزادی کی لڑائی کے دوران اپنی حکومت کی مانگ کی گئی۔ بھارت کے لوگ خود اپنی حکومت چلا سکتے ہیں۔ وہ انگریزوں کے غلام بنے رہنا نہیں چاہتے۔ کئی سالوں کی جدوجہد کے بعد انگریزوں نے ملک کے کچھ لوگوں کو ووٹ کا استعمال کرنے کا حق دیا تھا جیسے تعلیم یافتہ اور مالدار طبقہ ملک کے غریبوں غیر تعلیم یافتہ، عورتوں اور دبے کچلے طبقے کے لوگوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔ آزادی کی لڑائی کے دوران سبھی لوگ اس میں شامل ہوئے اور یہ خیال کہ سبھی کو ووٹ دینے کا حق ہونا چاہئے بلند ہوا۔ اسی موضوع پر مہاتما گاندھی نے ۱۹۳۱ میں ''ینگ انڈیا'' نامی اپنے رسالے میں لکھا تھا۔ ''میں یہ خیال برداشت نہیں کرسکتا کہ جس آدمی کے پاس دولت ہے وہ ووٹ دے سکتا ہے۔ لیکن وہ آدمی جس کے پاس کردار ہے پر دولت یا تعلیم نہیں ووٹ نہیں دے سکتا، جو دن بھر اپنا پسینہ بہا کر ایمانداری سے کام کرتا ہے وہ ووٹ نہیں دے سکتا کیونکہ اس نے غریب آدمی ہونے کا گناہ کیا ہے۔''

جمہوری ملک میں سبھی عورتوں کو ووٹ دینے کا حق ہونا چاہئے جسے حاصل کرنے کے لئے دنیا بھر کی عورتوں کو کئی جدوجہد کرنے پڑے۔ امریکہ اور مغربی یورپ میں عورتوں کو پہلے ووٹ کا حق حاصل نہیں تھا۔ وہاں ووٹ دینے کے حق کے لئے عورتوں نے احتجاج کیا۔ انہوں نے جگہ جگہ پر اپنے آپ کو لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر احتجاج کیا۔ وہ جیل گئیں اور بھوک ہڑتال پر بیٹھیں۔ اس طرح پوری دنیا میں عورتوں کو ووٹ دینے کے حق کا خیال پھیلا۔ ۱۹۰۲ میں اسٹریلیا، ۱۹۲۰ میں امریکہ، ۱۹۲۸ء میں انگلینڈ اور اسکے بعد فرانس، بھارت، اٹلی جاپان وغیرہ ملکوں میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوا۔

آزادی کی لڑائی کے دوران کئے گئے جدوجہد اور مساوات کے خیال کی وجہ سے موجودہ دور میں بھارت میں سبھی عورتوں و مردوں، امیر یا غریب اور معذور طبقے کے لوگ ووٹ دے سکتے ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی حق کو عوامی ووٹ بالغان کا حق کہا جاتا ہے۔

جمہوری حکومت کے مخصوص عناصر:

جمہوری حکومت تین بنیادی اصولوں پر کام کرتی ہے؟ لوگوں کی حصہ داری، مشکلات کے حل، برابری اور انصاف اسکے مخصوص اصول ہیں،

حصہ داری/ بھاگی داری:

آستھا کے گھر میں آج صبح کافی چہل پہل دیکھ کر اس کے پڑوسی نے اس کے والد سے پوچھا،'' کیا آج کوئی خاص بات ہے؟'' تو شرما جی نے کہا۔'' ووٹ دینے کیا آپ بھی چل رہے ہیں؟'' پڑوسی نے جواب دیا۔ نہیں مجھے یقین نہیں ہے کہ کچھ بدلے گا۔'' دونوں میں خوب بحث ہوئی۔

سوال: دونوں میں کیا بحث ہوئی ہوگی؟ اداکاری کے ذریعہ دکھایئے۔

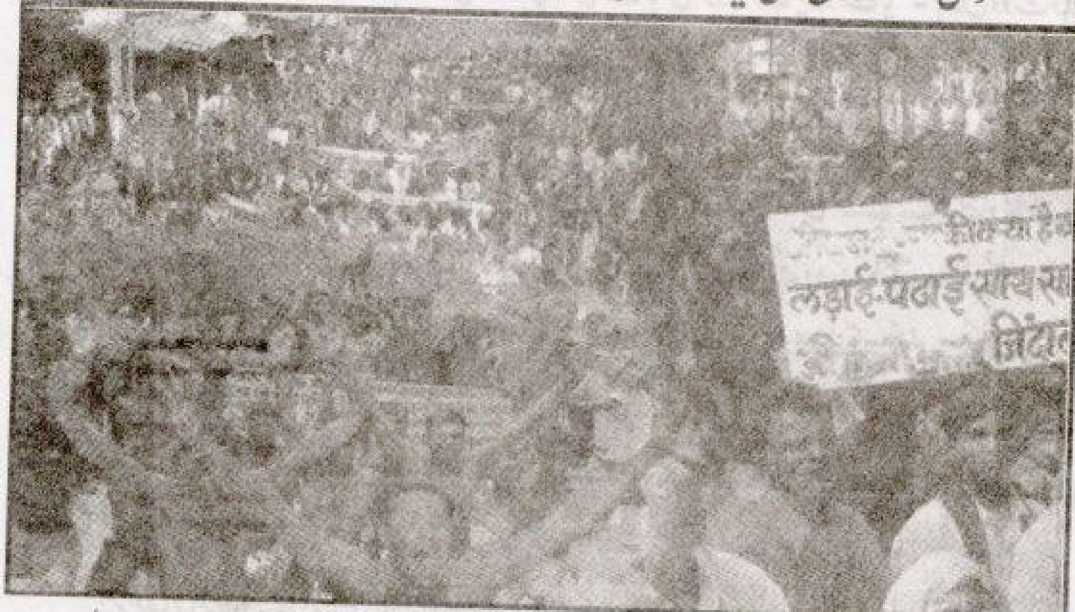

انتخاب میں ووٹ دے کر ہم اپنے نمائندے چنتے ہیں۔ یہ نمائندے ہی لوگوں کی طرف سے فیصلہ لیتے ہیں۔ یہاں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ نمائندے فیصلہ لیتے وقت لوگوں کی ضرورتوں اور مانگوں کا خیال رکھیں گے۔ سبھی حکومتوں کو ایک خاص مدت کیلئے منتخب کیا جاتا ہے۔ بھارت میں یہ مدت پانچ سال کی ہے۔ ایک بار منتخب ہوجانے کے بعد

پانچ سال تک ان کی حکومت کا بنے رہنا تبھی ممکن ہے جب لوگ انہیں چنیں۔ انتخاب کے وقت عوام جمہوریت میں اپنی طاقت کو محسوس کرتی ہے۔ اسی طرح وقت پر انتخابات ہونے سے لوگوں کا حکومت پر ان کا قابو بنا رہتا ہے۔

ووٹ دینے کے علاوہ جمہوری حکومت کے فیصلوں اور طریقے میں لوگوں کے حصہ لینے کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔ لوگ حکومت کے کاموں میں حصہ لیکر اور اسکی تنقید کر کے بھی اپنی حصہ داری نبھاتے ہیں۔

اگر حکومت عوام کے کام کو صحیح طریقے سے نہیں کرتی ہو تو عوام خط لکھ کر، اطلاع نامے دیکر، دھرنا، جلوس، ہڑتال، دستخط مہم عدالت میں مقدمہ اور ستیہ گرہ وغیرہ طریقوں کا استعمال کرتی ہے۔ اس ذرائع سے وہ اپنی بات حکومت تک پہنچاتی ہے۔ اس طرح جمہوری حکومت میں عوام حکومت بنانے سے لیکر حکومت کے کاموں کے تجزیہ میں حصہ دار ہوتی ہے۔

سوال: استاد کی مدد سے اوپر درج طریقوں کی کچھ مثال تلاش کریں اور چرچا کریں کہ ان کا کیا اثر پڑ سکتا ہے؟

تنازعہ کا حل:

ہمارا ملک جمہوری ہے۔ یہاں مختلف طرح کے تنازعہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے کئی وجوہ ہو

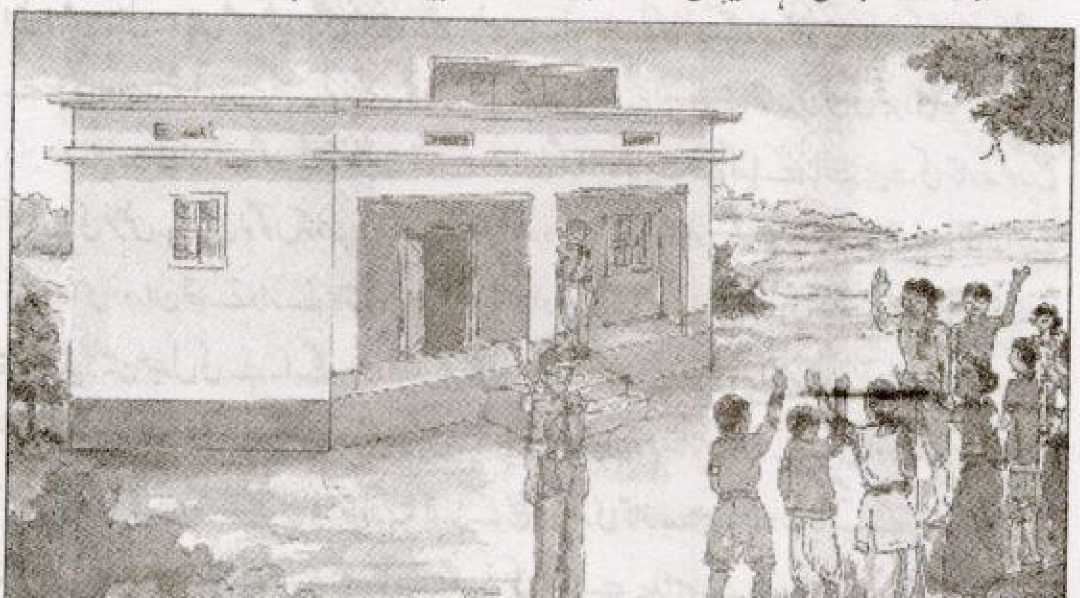

تنازعات کے حل کیلئے تھانے پہنچے لوگ

لباس کی رقم حاصل کرتیں طالبات

سکتے ہیں۔ مثال کے لئے دوسروں کے مفاد کا خیال نہ رکھنا، آپسی سمجھ نہ ہونا کسی دوسرے کی زبان یا علاقے کو نیچ سمجھنا، وغیرہ

کئی بار لوگ حکومت کے فیصلوں سے اتفاق نہیں رکھتے اور اس سے بھی تنازعہ پیدا ہوتا ہے حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ یہ تنازعہ کا حل نکالے تاکہ وہ تشدد کی شکل نہ اختیار کرے۔ آیئے اپنے سماج کے کچھ تنازعہ پر غور کریں اور دیکھیں کہ حکومت اس کے حل کرنے میں کیسے کردار ادا کرتی ہے۔

گرام پنچایت نوہٹہ ضلع سہرسہ میں رام پرویش رہتے ہیں۔ بغل کے گاؤں کے عبدل انکی فصل کو کاٹ کر لے گئے۔ اگلے روز رام پرویش کو پتہ لگا تو انہوں نے عبدل کے گھر جا کر بات کی تو عبدل نے اس زمین کو اپنی زمین بتائی۔ وہاں گھن شیام بھی موجود تھے۔ انہوں نے معاملے کو بغیر سمجھے ہی گاؤں والوں کو بھڑکا دیا جس سے سماجی اور معاشرتی نظام بگڑنے لگے۔ گاؤں کے لوگ جمع ہوئے اور مقامی تھانہ کو اس کی خبر دی۔

حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے تھانے دار نے گرام پنچایت کے مکھیا سے بات چیت کی تنازعہ کو رفع کرنے کی غرض سے سبھی لوگوں کو اپنے گھر جانے کو کہا اور دوسرے روز دونوں فریقین کو وقت مقررہ پر تھانہ آنے کو کہا۔ اسی دوران تھانے دار نے حلقہ کرم چاری کو بلوایا اور پتہ لگایا کہ یہ زمین کس کی ہے۔ حلقہ کرم چاری نے بتایا کہ یہ زمین عبدل کی ہے۔ اگلے روز دونوں فریقین کو بیٹھا کر تنازعے کا حل پر امن طریقے سے کیا گیا اور گھن شیام کو سخت ہدایت دی کہ وہ افواہ نہ پھیلائیں۔ اسی طرح کئی سطح پر تنازعہ ہوتا ہے دیہی اور ملک گیر۔ کرشنا کاویری ندی تنازعہ دو صوبے تمل ناڈو اور کرناٹک کے بیچ ستلج ندی تنازعہ۔ ہریانہ اور پنجاب کے بیچ، کسانوں کی زرخیز زمین پر حکومت کے ذریعہ کارخانے لگانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے تنازعہ، بہاری طلباء اور